نبیؐ، رَسولؐ، اور امامؑ میں فرق

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمُ☆اَلصَلٰواۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ اَنۡبِیاءِ وَالۡمُرۡسَلِینَ وَ عَلٰی آلِہٖ طَیِّبِینَ الطَّاهِرِینَ اَلۡمَعۡصُومِینَ اَلَّذِیۡنَ اَذۡهَبَ اللّٰهُ عَنۡهُمُ الرِّجۡسَ وَطَهَّرَهُمۡ تَطۡهِيۡرًا☆اَمَّا بَعۡدُبِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمُ☆ کل اصول کافی کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ سوال میری نظروں سے گزرا جس کے بارے میں الشیخ محمد یعقوب الکُلینی نے اُصول کافی کتاب حجت میں اس عنوان سے ایک مستقل باب باندھا ہے جس میں صرف چار اَحادیث امام محمد باقرؑ امام جعفر الصادقؑ اور اِمام رَضا علیہ السلام کے نام نامی سے منسوب کر کے لکھی ہیں۔ جن کے اَلفاظ اَلگ اَلگ لیکن مفہوم ایک ہی ہے۔ کہ سائل نے پوچھا کہ نبیؐ اور رَسولؐ کیا ہوتا ہے اور محدث یا اِمام کسے کہتے ہیں۔ ہم ہر ایک حدیث پاک کا اَلگ اَلگ متن لکھنے کے بجائے اُن سب کا مفہوم یہاں لکھ رہے ہیں۔ تو اِمامؑ نے فرمایا کہ (نبی فرشتے کی آواز سُنتا ہے یا پھر خواب میں دیکھتا ہے ظاہراً اُس کو نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ ایک حدیث میں لفظ اِستعمال ہوا ہے (**وَ لَا یَــــرَی الشَّخۡص**) یعنی نبی اُسے مشخص حالت میں بھی نہیں دیکھ سکتا۔ جبکہ رَسولؐ فرشتے کی آواز بھی سنتا ہے اور اُسے اَپنی اصلی حالت میں بھی دیکھ سکتا ہے اور خواب میں بھی دیکھ سکتا ہے۔ جبکہ اِمامؑ نہ خواب میں دیکھ سکتا ہے نہ مشخص دیکھ سکتا ہے بس صرف فرشتے کی آواز سُن سکتا ہے۔ یہ تھا اُن بیان کردہ چار اَحادیث مبارکہ کا مجموعی مفہوم۔ ہماری مجبوری یہ ہے کہ دوران مطالعہ کوئی جملہ یا کوئی بات اَیسی لکھی ہوئی نظر آئے جو ہماری پہلے سے جمع شدہ معلومات اور ہمارے زہنوں میں پہلے سے موجود مینارِ عظمت محمد و آل محمد علیہم السلام میں معمولی سی بھی تقصیر کا باعث بنے تو ہمارے سینوں میں لگا ہوا وِلائے آل محمد علیہم السلام کا اِنڈیکیٹر فوراً جلنا بجھنا شروع ہو جاتا ہے جو مزید آگے چلنے سے روک کر اُس بات کی چھان پھٹک پر مجبور کرتا ہے۔ اور ایک قدم آگے نہیں بڑھنے دیتا چاہے حق بات تک پہنچتے پہنچتے مہینے لگیں یا سال ہدایت اِمامؑ ہی کی طرف سے آتی ہے لیکن اُس کا اِنحصار سائل کی طلب پہ ہوتا ہے۔ بس یہی محرک ہے جس نے ہمیں یہ تحریر لکھنے پہ مجبور کیا۔ اَب اَگر مذکورہ اَحادیث کے مفہوم کے مطابق نبوت و رِسالت و اِمامت کی درجہ بندی کی جائے تو وہ کچھ اِس طرح سے ہوگی۔ نمبر ا پر سب سے اَفضل اور بلند ترین مقام پر منصبِ رِسالت ہے کہ جس پر فائز ہستی فرشتے کو سُن بھی سکتا ہے اور ہر حالت میں دیکھ بھی سکتا ہے حتیٰ کہ خواب میں بھی دیکھ سکتا ہے۔ اور دوسرے نمبر پر اور نسبتاً کمتر درجے پر مقام نبوت ہے کہ جہاں نبی فرشتے کو سُن تو سکتا ہے لیکن دیکھ نہیں سکتا چاہے وہ اَپنی اَصلی حالت میں ہو یا مشخص ہو۔ ہاں اَلبتہ خواب میں نبی فرشتے کو دیکھ سکتا ہے۔ اور تیسرے اور کم ترین درجے پر اِمامت ہے کہ جہاں اِمام فرشتے کو محض سُن سکتا ہے کسی بھی

حالت میں دیکھ نہیں سکتا یہاں تک کہ خواب میں بھی نہیں۔ نظام اِجتہاد میں کسی حدیث کی صحت کو جانچنے کے لیے جو طریقہ وضع کیا گیا ہے اُس کی Complications یعنی پیچیدگیوں کو ظاہر کرنے کے لیے شوگر مل کی مثال مناسب لگتی ہے کہ جس میں حدیث گنّے کی شکل میں ڈالی جاتی ہے اور پھر ایک لمبے پراسیس سے گزر کر چینی کی شکل میں باہر آتی ہے۔ جبکہ اِس کے برعکس ہمارے ہادیانِ برحق نے اَحادیث کی صحت کو جانچنے کے لیے جو طریقہ بتایا ہے وہ نظام اِجتہاد کے طریقہ کار سے بالکل مختلف اور آسان ہے۔ معصومؑ نے فرمایا ہے کہ کوئی بھی حدیث بیان کرے تو راوی کو نہ دیکھو بلکہ حدیث کے متن کو قران سے **Relate** کرواگر قران کے مطابق پاؤ تو تسلیم کرو کہ ہمارا کلام ہے اگر مخالف پاؤ تو دیوار پہ دے مارو اور راوی پہ لعنت کرو۔ اللہ اللہ خیر سلّہ۔ اَب ہم اِن اَحادیث کے مفہوم کو قران کے سامنے رکھ کے دیکھتے ہیں۔ اور آپ بھی ملاحظہ فرمایئے گا کہ کیسے دودھ سے پانی اَلگ ہوتا ہے۔ اِرشادِ خداوندی ہے (**وَاِذْ اَبْتَلاَ اِبْرَاهِيمَ رَبُهُ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّاهُنَّ قَالَ اِنِي جَعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَـامَ**) اور جب اِبراہیمؑ کو اُن کے رَب نے اِمتحان میں ڈالا اور وہ اُس میں سو فیصد کامیاب ہوئے تو فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا اِمام بناتا ہوں۔ وہ اِبراہیمؑ جو نبی پہلے سے ہے رسول پہلے سے ہے پھر کڑے اِمتحان سے گزرنے کے بعد جس میں بیٹے کو ذبح کرنے کا پیپر بھی شامل ہے سو فیصد کامیابی حاصل کرنے کے بعد پھر بھی صرف لوگوں کے اِمام بنائے جاتے ہیں کائنات کے اِمام نہیں۔ تو آپ نے دیکھا کہ منصب اِمامت جو کہ اِن اِختراعی حدیثوں کے مطابق کمترین اور تیسرے درجے پر تھا وہ قران کی نظر میں منصبِ نبوت و رِسالت سے بہت آگے کا مقام ہے۔ اِن اَحادیث کی قلعی تو یہیں کھل گئی لیکن ہم اَبھی اِنہیں دیوار پہ نہیں ماریں گے۔ تھوڑا اور رَس نکالیں گے حقیقت یہ ہے کہ منصب نبوت و رِسالت و اِمامت کا تعلق فرشتوں سے میل ملاقات پر نہیں بلکہ اِن میں کسی ایک یا بیک وقت تینوں مناصب پر فائز ہستی کے مقام و مرتبے کا انحصار اُسکی ولایت پر ہے۔ کہ اللہ نے اُسے اِس کائنات پر کس حد تک حق تصرف عطا فرمایا ہے۔ یہاں رُک کر میں ایک چھوٹی سی مشاہداتی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہمار مشاہدے کی بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں کچھ لوگ مختلف قسم کی ریاضت اور چلّہ کشی سے جنات وغیرہ کو مسخر کر لیتے ہیں، جنات کا اُن کے ہاں آنا جانا معمول کی بات بن جاتی ہے۔ وہ نہ جنات سے ڈرتے ہیں نہ حیرت زدہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ اُن کے اِختیار میں ہیں۔ لیکن اگر اُن کی محفل میں بیٹھے ہوئے ایک عام آدمی کو پتہ چل جائے کہ اُس کے ساتھ بیٹھا ہوا شخص اِنسان نہیں جن ہے تو یا تو وہ اُٹھ کر بھاگ جائے گا یا پھر جتنی دیر بیٹھے گا اُس کا کلیجہ اُس کے حلق میں اَٹکا رہے گا۔ بس یہ مثال ذہن میں رکھیے اور ہم دو ہستیوں کی فرشتوں سے ملاقات کے واقعات بیان کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا منظر نامہ بنتا ہے۔ یہ الفاظ ہیں سورہ ھود کی آیت نمبر 68 اور 69 کے (**وَلَقَدْ جَاٰ ءَ ت رُسُلُنَا اِبْرَهِيمَ بِاَبُشْرَى☆قَالُو سَلٰماً قَالَ سَلٰمٌ فَما لَبِثَ اَنْ جَاءَ بِعِجْلِ حَنِيذٌ☆**

فَلَمَّا رَا اَیدِیھُمۡ لَا تَصِلُ اِلَیہِ نَکِرَھُمۡ و اَوۡ جَسَ مِنۡ ھُمۡ خِیۡفَۃَ قَالُوۡ لَا تخف اِنَا اُرۡسِلۡنَا اِلَا قوۡمَ لُوۡطِ☆) جب ہمارے بھیجے ہوئے جناب اِبراہیمؑ کے پاس پہنچے تو کہا آپ پر ہمارا سلام اُنہوں نے بھی کہا کہ تم پر بھی ہمارا سلام پھر اِبراہیمؑ اُن کے لیئے بچھڑے کا بُھنا ہوا گوشت لے کر آئے لیکن جب اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو وہ دل میں اُن سے خوفزدہ ہوگئے تو انہوں نے کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں ہمیں تو قومِ لوطؑ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ یہ تو تھا ترجمہ اَب ہم زرہ اِس منظر نامے کو **Replay** کر کے دیکھتے ہیں۔ جناب اِبراہیم علیہ لسلام کے پاس فرشتے آتے ہیں کسی ہیبت ناک شکل میں نہیں بلکہ خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں اور آ کر شائستگی سے سلام کرتے ہیں، لیکن جب کھانے کا معاملہ ہوتا ہے اور وہ کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تو جنابِ ابراہیمؑ اَندر ہی اَندر سے خوف ذدہ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ خوف اُن کے چہرے پہ عیاں ہوتا ہے تو وہ فرشتے خود اُن کو تسلی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ڈریں نہیں ہمیں تو قومِ لوطؑ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ آپ اَندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ وہی ہستی ہیں کہ جو بیک وقت نبی بھی ہیں رسول بھی ہیں اور اِمام بھی ہیں۔ اگر اِن کی نبوت و رِسالت فرشتوں سے میل ملاقات پر موقوف ہوتی اور رسول ہونے کے ناطے فرشتوں کا سُننا اور دیکھنا اِن کے معمولات میں سے ہوتا تو وہ یہاں اُن سے خوف کا اِظہار کیوں کرتے۔ لیکن قران گواہ ہے کہ اَیسا ہوا ہے۔ اَگر کوئی معترض یہ کہے کہ اُن کا خوف فرشتوں کو دیکھ کر نہیں بلکہ اس اَمر پر تھا کہ یہ اللہ کی طرف سے کوئی وعید لے کر نہ آئے ہوں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے بھی کہ اُس کے گھر کے سامنے جو شیر کھڑا ہے وہ پتھر کا بنا ہوا ہے اور وہ گوشت نہیں کھاتا پھر بھی وہ تازہ بکرا زبح کر کے اُس کے سامنے لا ڈالے تو آپ اُس کی اس حرکت کو کیا نام دیں گے۔ یہ قران کی دوسری آیت ہے کہ جو اُن اِختراعی اَحادیث کا رَد کرتی دِکھائی دیتی ہے۔ اَب اِس کے مقابلے میں ایک دوسرے گھرانے کا زکر کرتے ہیں۔ اور وہ عظمتوں اور رفعتوں والا گھرانا میرے مولا علی علیہ سلام کا ہے۔ ایک دن معمول کے مطابق جناب سیدہ طاہرہ اَپنے ہجرے میں عبادت الٰہی میں مشغول ہیں جناب فضہؓ کنیزِ جناب سَیدہ معظّمہ گھر کے کام کاج میں مصروف ہیں اور جناب حسنین شریفین گھر کے صحن میں کھیل رہے ہیں گھر کے دروازے سے جناب ابوذرؓ کا گزر ہوتا ہے اچانک دروازہ کھلتا ہے تو جناب اَبوذرؓ کی نگاہ گھر کے ایک کونے میں لگی ہوئی آٹے کی چکی پہ پڑتی ہے جو خود کار طریقے سے چل رہی ہے آٹا پس رہا ہے لیکن چکی چلانے والا کوئی نہیں وہ یہ منظر دیکھ کر بڑے متعجب ہوتے ہیں اور تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے جناب رِسالت پناہ کی بارگاہ حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا رسول اللہؐ آج بڑا عجیب منظر دیکھ کر آ رہا ہوں تو حضورؐ نے پوچھا ابوذرؓ کیا دیکھا تم نے تو کہا کہ مولا آج مولا علیؑ کے گھر میں چکی خود بخود چل رہی ہے چلانے والا کوئی نہیں تو حضورؐ نے اِرشاد فرمایا کہ میکائل عموماً میری بیٹی کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے آجاتا ہے۔ تو آپ نے دیکھا کہ فرشتوں کا

جس گھر میں آنا جانا معمول کی بات تھی وہاں کے گھر والے تو کیا گھر کی خادمائیں خوف زدہ ہونا تو دور کی بات متعجب تک نہیں ہوتی تھیں۔ایک اور واقعہ کچھ اِس طرح سے ہے کہ کچھ لوگوں نے اِمام جعفرالصادق علیہ سلام سے ملاقات کی درخواست کی تو مولاؑ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر اِنتظار کرو پھر کچھ دیر کے بعد مولا نے اَپنے غلام کو بھیج کر آنے کی اِجازت مرحمت فرمائی جب وہ لوگ اَندر داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اِمامؑ قالین سے کچھ چُن کر ایک پلیٹ میں جمع فرمارہے ہیں، حیرت کی بات یہ ہے نہ کچھ قالین پہ دیکھائی دیتا ہے نہ پلیٹ میں تو اُنہوں نے پوچھا مولا کیا جمع کررہے ہیں پلیٹ میں تو کچھ دیکھائی نہیں دیتا تو مولاؑ نے جواب دیا کہ تم لوگوں سے پہلے چند ملائکہ آئے تھے جب وہ یہاں سے پرواز کرگئے تو اُن کے پَروں کے خَس قالین پہ گرے ہوئے تھے جو جمع کررہا ہوں تاکہ تمہارے قدموں کے نیچے نہ آئیں ۔یہ گھر اِمامؑ کا ہے نبی یا رسول کا نہیں جس کے بارے میں مذکورہ اَحادیث کے مطابق اِمام فرشتوں سے ملاقات ہی نہیں کرسکتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اَنبیاء و رُسُل اور آئمہ علیہم السلام کے مناصب کے فرق کو فرشتوں سے میل ملاقات پر محمول نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ ایک اِنتہائی باریک خطِ تفریق ہے جس کو جاننا اور اُس پر پُختہ یقین رکھنا ہی ایک مومن کے باعثِ نجات بن سکتا ہے۔جب یہ بات کھلے گی تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارے بنیادی عقائد کو کس طرح باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت خلط ملط کیا گیا ہے۔ایک عام مسلمان کے زہن میں یہ بات راسخ ہے کہ نبی اور رسول ہم معنی و مطلب لفظ ہیں حالانکہ لغوی اِعتبار سے یہ دونوں لفظ اَلگ اَلگ معنی کے حامل ہیں البتہ ایک خصوصیت مشترک ہے۔نبی کا لغوی معنی ہے خبر دینے والا لیکن ہر مخبر نبی نہیں ہوتا، یہ لفظ مخصوص ہے اللہ کے لیے کہ اللہ کی طرف سے خبر دینے والے کو نبی کہتے ہیں۔اسی طرح رسول کا لغوی معنی ہے بھیجا ہوا لیکن ہر بھیجا جانیوالا پیغام بَر رسول نہیں ہوتا بلکہ یہ لفظ بھی اللہ کے لیے مخصوص ہے کہ اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا۔اگر یہ دونوں معنی زہن نشین ہیں تو پھر آگے ایک فارمولا ہے ایک پیمانہ ہے اور وہ یہ کہ (ہر نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ رسول ہو مگر ہر رسول کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ نبی ہو) مجھے معلوم ہے جو آپ نے سُن رکھا ہے کہ ٹوٹل ایک لاکھ چوبیس ہزار اَنبیاء ہیں اُن میں سے چار صاحب شریعت اور صاحب کلمہ ہیں اور صرف دو رسول ہیں ایک جناب اِبراہیمؑ اور ایک سرکار ختمی مرتبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہِ وسلم۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ میری تائید کریں گے۔اَب آپ زرہ ٹھہر کر یہ سوچیں کہ اگر کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہو کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نوسو ستانوے نبی رسول نہیں ہیں یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے نہیں ہیں تو اُس کی آخرت کا مستقبل کیا ہے۔اگر کوئی نبی ہو مگر اللہ کا بھیجا ہوا نہ ہو تو اُس کی عصمت ہی ثابت نہیں ہوتی۔پھر اُس میں اور مسلیمہ کذّاب میں فرق ہی باقی نہیں رہتا۔اِس زہنی شاک کے بعد تھوڑا سنبھل کر آپ مجھ سے یہ سوال کرسکتے ہیں کہ یہ جو فارمولا میں نے اُوپر بیان کیا ہے اس کی کوئی دلیل بھی ہے یا بس اَپنی طرف سے لکھ دیا گیا ہے۔تو جناب

کوئی بھی بات فارمولا تب بنتی ہے کہ جب تجربے سے ثابت ہو جائے ۔ فارمولے کا پہلا حصہ تو ثابت ہو چکا کہ اگر کسی نبی کو (رسول) یعنی اللہ بھیجا ہوا نہ مانیں تو اُس کی عصمت ہی ثابت نہیں ہوتی ۔جھوٹے اور سچے نبی میں فرق ہی باقی نہیں رہتا ۔ فارمولاے کا دوسرا حصہ تھا کہ(ہررسول کے لیےضروری نہیں کہ وہ نبی بھی ہو)تو اس کے جواب سورۃ مریم میں اِرشادخداوندی ہے **فَاَرسَلنَا اِلیھَا رُوحنَا فتَمَثَّلَ لَھَابَشرٌ سَوِیًّا☆قَالَتْ اِنِی اَعُوْذُ بِالرَّحمٰنِ مِنكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًا☆قَالَ اِنمَا اَنَا رَسُولُ رَبِكِ لِاَھبَ لَكِ غُلَامٌ ذَكِیہً☆** اورہم اُس کی طرف اَپنی روح کو بھیجااوروہ وہاں ایک کامل بشربن گیا۔کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہواگرتم متقی ہو۔کہا کہ یقیناً میں تمہارے رَب کا رسول ہوں اورتمہیں ایک پاک وپاکیزہ بیٹا عطا کرنے آیا ہوں ۔ یہاں آنے والا جناب مریم کوتحقیق کے ساتھ کہہ رہاہے کہ میں تمہارے رَب کا رسول ہوں ۔کیااِس آنے والے رسول کا نام اَنبیاء کی فہرست میں کہیں ہے؟ یقیناً نہیں ہے یہ رَسول تو ہے نبی نہیں ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ جن میں کسی قسم کی نام نہاد عالمانہ بھول بھلیاں نہیں ہیں بالکل سادہ اورآسان دواوردوچارکی طرح سمجھ میں آنے والی۔ ماننے والوں کے لیےتونص کے طور پرقران کی ایک ہی آیت کافی ہوتی ہے البتہ دل کی تسلی کے لیےسورۃ ابراہیم کی مذکورہ بالا آیت کے پہلے حصے کو دوبارہ کوٹ کرلیتے ہیں۔**وَلَقَدْ جَاۤ ءَت رُسُلُنَاَ اِبرٰھِیمَ بِالْبُشْرَا☆** جب ہمارے رسول پہنچے اِبراہیم کے پاس بشارت لے کر۔ یہ آنے والے بھی فرشتے تھے اللہ اِنہیں رسول کہہ رہاہےلیکن صف انبیاء میں اِن کا کوئی نام نہیں ۔تو اس تجربے سے ثابت ہوا کہ ہر نبی کے لیےضروری ہے کہ وہ رسول ہو یعنی اللہ کا فرستادہ ہوتا کہ اُس کی عصمت ثابت ہو۔لیکن ہر رسول کے لیےضروری نہیں کہ وہ نبی بھی ہو۔ جیسا کہ مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہو چکا۔اَب رہی بات اِمام کی تو اِمام کے لیےبھی رسول ہوناضروری ہے تاکہ نبی کی طرح اُس کی عصمت ثابت ہو سکے ورنہ امام جعفرصادقؑ میں اور اِمام اَعظم میں فرق ہی کیا رہے گا۔فرق ہی یہی ہے اِمام جعفرصادق علیہ سلام اللہ کےفرستادہ ہیں جبکہ اِمام اَعظم خودساختہ ہے۔ چونکہ یہ دعویٰ بھی ہم نے کیا ہےتوبارِثبوت بھی ہم پر لازم ہے۔ پہلے پہل اس کے ثبوت میں ہم حضورؐ کی یہ مشہورعالم حدیث پیش کرتے ہیں(**اولنا محمدو اوسط نا محمد و آخرُنا محمد و کُلنا محمد**)ہمارا پہلا بھی محمدؐ ہے درمیانہ بھی اورآخری بھی محمدؐ ہے ہم سب کے سب محمدؐ ہیں۔اوراللہ نےقران میں محمدکوکیا فرمایاارشادہوتا ہے **(وَمَامحمدٌ اِلّا رَسُوْل)** کہ محمدؐتو کچھ ہےہی نہیں مگر رسول۔ بات تو یہاں ختم ہوجانی چاہیےمگر ہمارامدعا یہ ہوتا ہے کہ قاری کے زہن میں کوئی اِبہام باقی نہ رہے لہذا یہاں ہم سورہ آل عمران کی چند آیتوں کا زکر کرتے ہیں جس سے ایک اور باطل عقیدے کی اِصلاح بھی ہوجائے گی اور ہمارے دعویٰ کودلیل بھی مل جائے گی ۔ یہ اَلفاظ ہیں سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر80اور 81 کے(**وَاِذاَخَذَاللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِنْ كِتَابِ**

وَحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ قَالَ ءَأَقۡرَرۡتُمۡ وَأَخَذۡتُمۡ عَلَىٰ ذَٰلِكُمۡ إِصۡرِيۖ قَالُوٓاْ أَقۡرَرۡنَاۚ قَالَ فَٱشۡهَدُواْ وَأَنَا۠ مَعَكُم مِّنَ ٱلشَّٰهِدِينَ☆فَمَن تَوَلَّىٰ بَعۡدَ ذَٰلِكَ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ☆ جب اللہ نے اقرار لیا نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تمہیں کتاب اور حکمت میں سے دیا ہے پھر آخر میں تمہارے پاس اِک رسول آئے گا جو اُس سب کی تصدیق کرے گا جو کچھ تمہارے پاس ہے تو تم اُس پر اِیمان لاؤ گے اور اُس کی نصرت بھی کرو گے کیا تم یہ بھاری بوجھ اُٹھانے کا اِقرار کرتے ہو تو کہا سب نے کہ ہاں ہم اِقرار کرتے ہیں۔تو کہا کہ پھر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں پھر جو کوئی منحرف ہوا اِسکے بعد تو وہ فاسق ہو جائے گا۔اُمت مسلمہ کے تمام علماء ومشائخ نے اِن آیات مبارکہ کے شانِ نزول میں لکھا ہے کہ یہ آیات حضور سرورِ کائنات حضرت محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت و رِسالت پر اِیمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد ہے۔لیکن حسب عادت دعویٰ تو ہے دَلیل نہیں ہے۔اگر فرض کریں کہ یہ عہد نامہ حضورؐ ہی کی نبوت و رِسالت پر اِیمان لانے اور اُن ہی کی نصرت کرنے کا ہے تو مندرجہ زیل چند ایک سوال ہیں جو جواب طلب ہیں نمبر ا کہ جب حضورؐ اِس دنیا میں تشریف لائے تو ایمان لانے اور نصرت کرنے والوں میں سے کوئی ایک بھی اِس دنیا میں موجود نہیں تھا۔نمبر ۲ ابتدائے اِسلام میں حضورؐ کو نا قابل برداشت تکالیف کا سامنا رہا جن میں تین سال شیعبِ اَبی طالب میں اِنتہائی کسم پُرسی کی حالت میں گزارے یہاں تک کہ پورے خاندان کو درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرنا پڑا لیکن مدد کی قسمیں کھانے والوں میں سے کسی نے آ کر کوئی غمگساری نہیں کی۔نمبر ۳ حضورؐ کو اِنتہائی کم مائیگی کے عالم میں دشمن سے جنگوں کا سامنا رہا۔بدر، اُحد، خندق، خیبر فرشتے مدد کو آئے جنہیں دیکھا کسی نے نہیں مگر اُنکی مدد **On the record** ہے۔اگر کوئی نبی مدد کو آیا ہوتا تو یقیناً اللہ اُس کا زکر کرتا۔اِنتہائی ضرورت کے وقت نبیوں کا حضورؐ کی مدد نہ کر کے بھی نبی رہنا اور فاسق نہ ہونا اِس اَمر کی محکم دلیل ہے کہ وہ عہد حضورؐ کی مدد و نصرت کا تھا ہی نہیں۔چوتھا اور آخری سوال یہ ہے کہ اللہ نے تمام نبیوں سے یہ عہد لیا تھا کسی نبی کو اُس سے اِستثنٰی حاصل نہیں ہے۔اور حضور بھی نبی ہیں۔اور جیسا کہ اُوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ ہر نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ رسول ہو یعنی اللہ کا بھیجا ہوا ہو۔چونکہ تمام نبی رسول تھے لیکن عہد اُن سے بحیثیتِ نبی لیا جا رہا تھا۔اور جس کے لیے لیا جا رہا تھا وہ بھی رسول تھا لہٰذا یہ اَمر لازم ہوا کہ جس رسول کے لیے عہد لیا جا رہا ہے وہ نبی نہیں ہے۔ورنہ خود حلف اُٹھانے والوں میں شامل ہوتا۔لہٰذا یہ وہ رسول ہے کہ جن کا رسول ہونا اسم محمدؐ کے حوالے سے ثابت ہے کہ ہم سب محمدؐ ہیں اور (**وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ**) لہٰذا یہ آخری رسول وہی ہے کہ زمانہ جس کا منتظر ہے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار معصوم اَنبیاء جس کے فوجی ہیں جن کی مدد سے وہ اِس دنیا کو عدل و اِنصاف سے یوں بھر دے گا جیسے ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔اور اس سے کم پر اِس دنیا کی اِصلاح ممکن ہی

نہیں۔ یہ جو روایت ہے کہ جب دنیا میں ۳۱۳ مخلص مومن ہونگے تو مولاؑ کا ظہور ہوگا۔ تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ آج کے بیشمار آیت اللہ اور وَلی الامر المسلمین اور نائبِ اِمام حتیٰ کہ اِمام ہونے کے دعویدار سب منافق ہیں۔ یا پھر سب منافق ہو جائیں گے سوائے ۳۱۳ کے دونوں سورتوں میں کون سی بہتر ہے اِس کا انتخاب ہم اُنہیں چھوڑتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ ہمارے اِس دعوے سے عقیدہ ختم نبوت و رِسالت کا اِنکار وارد ہوتا ہے تو ہم عرض کریں گے کہ جناب عقیدہ ختم نبوت پر ہمارا غیر متزلزل یقین ہے کیونکہ قران نے یہ کہتے ہوئے اِس کی سند دی ہے (**وَمَا مُحمدُ اَبَا اَحدِمّنْ رِجَالِکُم وَلٰکِن الرَّسُولُ اللّٰہِ وَ خَاتَم الَّنبِینَ** ☆) لیکن پورے قران میں ختم رسالت پر کوئی نص موجود نہیں ہے۔ چونکہ آنے والا رسول ہے نبی نہیں ہے لہذا کسی قسم کا کفر وارد نہیں ہوتا۔ ہم نے مکمل دلیل و بُرہان سے اور قران کی تائید و حمایت کے ساتھ رسول، نبی اور اِمام کے فرق کو واضح کر دیا ہے ۔ اور دعا ہے کہ اللہ اَپنے اِن منتخب بندوں کی معرفت و محبت ہر مومن کو نصیب فرمائے ۔ **(آمین)**

راقم الحروف

مختار حسین عاصمؔ

15/01/2017